فتوی نمبر:AB044

تاریخ:3جنوری 2021

بسم اللہ نحمدہٗ و نصلّی و نسلّم علی رسولہ الکریم

دار الافتاء فیضان شریعت

الکریم گارڈن مارکیٹ، فیز1، نزد مناواں پولیس ٹریننگ سنٹر بالمقابل سوتر مل اسٹاپ لاہور، پاکستان
Gmail:azharmadani85@gmail.comContact: +923214061265

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرعِ متین اس بارے میں کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زوجہ حضرت زینب نے فرمایا:رسول اللہ ﷺ نے ہمیں فرمایا:"اذاشھدت احداکن المسجدفلاتمس طیباً۔رواہ مسلم"۔جب تم میں سے کوئی مسجد میں جائے توخوشبونہ لگائے۔(مشکوۃ المصابیح،کتاب الصلوۃ،باب الجماعۃ وفضلھا،الفصل الاول،جلد1،صفحہ97،حدیث نمبر992،مطبوعہ لاہور)اس حدیث پاک کے تحت کیاعورتوں کوبغیرخوشبولگائے مساجد میں جانے کی شرعاًاجازت ہے؟اگرنہیں توکیوں؟جواب مدلل ومفصل عطافرمائیں۔

سائل:محمد اسلم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

ہر طرف فتنوں کادور دورہ ہے اور عورتوں کی عزت کہیں بھی محفوظ نظر نہیں آتی اگرچہ عورت خود نیک وپارسااور باپردہ ہی کیوں نہ ہو لیکن فاسق وفاجر وبدکردار لوگ عورتوں کی عزت وناموس پرڈاکہ ڈالنے کیلئے ہر دم تیار نظر آتے ہیں اور عورتوں میں بھی طرح طرح کی خرافات نے جنم لیا جیسے بے پردگی وبے حیائی اور مردوں کیساتھ اختلاط وغیرہ،اسی وجہ سے زمانہ صحابہ وتابعین سے ہی عورتوں کو مساجد کی حاضری سے منع کردیا گیا۔اس لئے خواتین کانماز جمعہ،فرض نماز وتراویح وغیرہ کی ادائیگی کے لئے جماعت میں شریک ہونے کے واسطے مسجد میں حاضر ہونا مکروہ تحریمی وناجائزوگناہ ہے لہذا خواتین کو مسجد میں حاضر ہونے سے اجتناب کرنا چاہیئے اور نماز خواہ فرض ہو یاتراویح وغیرہ اپنے گھروں میں بلکہ گھروں کے اندرونی حصوں میں ادا کریں یہی ان کے لئے افضل اور بہتر ہے اسی میں تمام فتنوں اور دیگر گناہوں سے عافیت اور سلامتی ہے اور یہی سیدھا راستہ ہے۔

حاصل کلام یہ ہے کہ عورتوں کا بالخصوص اس پر فتن دور میں نماز کے لئے(خواہ فرض ہویاتراویح)مسجد میں جانا مکروہ وممنوع وناجائز ہے۔

جب نماز سے مقصود اجروثواب ہی حاصل کرنا ہے اور اجر وثواب ان کے لئے گھر میں پڑھنے میں زیادہ ہے (جیساکہ آگے آئے گا)تو پھر مسجد جانے کاجواز تلاش کرنا دین پر عمل کرنے کے بجائے شوق پورا کرنے کے علاوہ کچھ نہیں کیونکہ دین سراسر اللہ اور اس کے رسول کی اتباع کانام ہے۔

بعض لوگوں کے ذہن میں یہ استدلال ہوتا ہے کہ جب عورتیں بے پردگی کا مظاہرہ کرتے ہوئے مارکیٹ اور بازار جاتی رہتی ہیں تو اگر وہ باپردہ مسجد میں باجماعت نماز کی ادائیگی کیلئے حاضر ہوں تواس میں کیا حرج ہے؟

یہ استدلال ٹھیک نہیں کیونکہ جو عورتیں بازاروں میں بے پردہ پھرتی رہتی ہیں تو اسے کوئی بھی دیندار مسلمان جائز نہیں کہتا یہاں تک کہ وہ خود بھی اس کو جائز نہیں سمجھتیں (اگر ان میں عقل سلیم ہو) لیکن جب عبادت کی ادائیگی کے لئے مسجد میں جائیں گی تو ان کا یہ طرز عمل ان کے دلوں میں یہ احساس پیدا نہیں کرے گا کہ وہ ٹھیک نہیں کرتیں اور نہ ہی زندگی بھر اس غلطی کا احساس کریں گی اس طرح ایک طرف تو وہ گھر میں عبادت نہ کر کے زیادہ اجر و ثواب سے محروم ہوں گی، دوسری طرف وہ گھر سے باہر نکل کر فتنہ کا دروازہ کھول کر گناہ گار ہوں گی اور ان تمام وعیدوں کی مستحق ہوں گی جو عورتوں کے گھر سے نکلنے پر وارد ہیں۔

اور بعض حضرات اس وسوسے کا شکار ہوتے ہیں کہ مساجد میں جا کر خواتین علماء اہلسنت کے بیانات سن کر اپنے عقیدے و عمل کا تحفظ کر سکتی ہیں لہذا انہیں جانے کی اجازت ہونی چاہئے!

تو یہ بھی درست نہیں کیونکہ اب تو حصول علم کے ذرائع اس قدر وسیع ہو چکے ہیں کہ بند کمرے میں بیٹھے بھی علم حاصل کیا جا سکتا ہے جیسے کہ پرنٹ، الیکٹرانک اور سوشل میڈیا وغیرہ تو اتنے ذرائع عام ہونے کے باوجود اس باطل حیلہ سازی کی کیا حاجت؟ اللہ عقل سلیم عطا فرمائے۔ آمین! اب اس کی تفصیل ملاحظہ فرمائیں۔

رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں خواتین مسجد نبوی میں جا کر نمازیں ادا کرتی تھیں تو اگرچہ آپ ﷺ کے مبارک زمانہ میں عورتوں کو مسجد میں جانے کی اجازت تھی لیکن ساتھ ہی یہ ارشاد بھی تھا کہ "بیوتھن خیر لھن" یعنی ان کے گھر ان کے لئے مسجد سے بہتر ہیں۔

(مشکوۃ المصابیح، کتاب الصلوۃ، باب الجماعۃ و فضلھا، الفصل الثانی، جلد 1، صفحہ 97، حدیث 994، مطبوعہ: لاہور)

ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ مرقاۃ میں اس حدیث کے تحت فرماتے ہیں:

"قال ابن حجر: وصححه الحاكم على شرط الشيخين"۔ یعنی امام ابن حجر فرماتے ہیں کہ امام حاکم نے مستدرک میں شیخین کی شرائط پر اس حدیث کو صحیح فرمایا ہے۔

(مرقاۃ شرح مشکوۃ: کتاب الصلوۃ، باب الجماعۃ و فضلھا، الفصل الثانی، جلد 3، صفحہ 135، دار الکتب العلمیہ: بیروت)

سنن ابن ماجہ میں ہے:

ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ مسجد میں تشریف فرما تھے اتنے میں قبیلہ مزینہ کی ایک عورت زیب و زینت کا لباس پہنے ہوئے اتراتی ہوئی مسجد میں آئی رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "يا ايها الناس انهوا نسائكم عن لبس الزينة والتبختر في المسجد فان بني اسرائيل لم يلعنوا حتى لبس نسائهم الزينة وتبخترن في المساجد"۔ ترجمہ: اے لوگو! اپنی عورتوں کو زیب و زینت کا لباس پہننے اور مسجد میں اترانے سے روک دو کیونکہ بنی اسرائیل پر اس وجہ سے لعنت کی گئی کہ ان کی عورتوں نے زیب و زینت کا لباس پہننا اور مسجد میں اترانا شروع کر دیا تھا۔

(سنن ابن ماجہ، کتاب الفتن، باب فتنۃ النساء، الجزء الثانی، صفحہ 1326، حدیث 4001، دار احیاء الکتب العربیہ: بیروت)

مشکوۃ المصابیح میں حضرت زینب رضی اللہ عنہا سے روایت ہے:

"عن النبی ﷺ اذا شھدت احداکن المسجد فلا تمس طیبا"۔ترجمہ: نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی عورت نماز کے لئے مسجد میں حاضر ہو تو خوشبو نہ لگائے۔

(مشکوۃ المصابیح، کتاب الصلوۃ، باب الجماعۃ و فضلھا، الفصل الاول، جلد 1، صفحہ 97، حدیث نمبر 992، مطبوعہ لاہور)

ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کے تحت فرماتے ہیں:

"لانہ سبب لزیادۃ الفتنۃ"۔یعنی کیونکہ عورت کا خوشبو لگا کر باہر نکلنا فتنے میں زیادتی کا سبب ہے۔

(مرقاۃ شرح مشکوۃ: کتاب الصلوۃ، باب الجماعۃ و فضلھا، الفصل الاول، جلد 3، صفحہ 134، دار الکتب العلمیہ: بیروت)

شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ "لمعات شرح مشکوۃ" میں فرماتے ہیں:

"وھو محمول علی عجوز غیر مشتھاۃ لم تخرج بطیب ولا زینۃ،فی زماننا خروج النساء للجماعۃ مکروہ لفسادہ،وقیل:لان الغرض من حضورھن کان لیتعلمن الشرائع،ولا احتیاج الی ذلک فی زماننا لشیوعھا"۔یعنی یہ حدیث بوڑھی عورتوں جن پر شہوت نہیں آتی پر محمول ہو گی جبکہ وہ بغیر خوشبو لگائے، زیب و زینت کئے نکلے، اور ہمارے زمانے میں فتنہ و فساد کی وجہ سے عورتوں کا جماعت کیلئے نکلنا مکروہ (تحریمی) ہے، اور بعض علماء نے فرمایا: (زمانہ نبوی میں) عورتوں کا مسجد میں حاضر ہونا شرعی احکامات سیکھنے کیلئے تھا (کیونکہ اس وقت بارگاہ اقدس کے علاوہ اس کا کوئی اور ذریعہ نہیں تھا) اور اب ہمارے زمانے میں حصول علم کے ذرائع کے عام ہونے کی وجہ سے اس کی کچھ حاجت نہیں۔

(لمعات شرح مشکوۃ: کتاب الصلوۃ، باب الجماعۃ و فضلھا، الفصل الاول، جلد 3، صفحہ 203، دار النوادر، ریاض)

پھر آپ ﷺ کے زمانے میں اس بات کا بھی لحاظ رکھا جاتا تھا کہ نماز ختم ہونے کے بعد مردوں کے اٹھنے سے پہلے عورتیں اٹھ کر چلی جاتی تھیں اور اس کے لئے باقاعدہ رسول اللہ ﷺ اور آپ کے صحابہ اپنی جگہوں پر بیٹھے رہتے تھے تاکہ ایک ساتھ اٹھنے کی وجہ سے مردوں اور عورتوں کا اختلاط نہ ہو چنانچہ بخاری شریف کی روایت ہے:

"ان النساء فی عھد رسول اللہ ﷺ کن اذا سلمن من المکتوبۃ قمن وثبت رسول اللہ ﷺ ومن صلی من الرجال ماشاء اللہ،فاذا قام رسول اللہ قام الرجال"۔ترجمہ: رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں عورتیں جب فرض نماز سے سلام پھیر لیتیں تو کھڑی ہو جاتی تھیں (اور گھروں کی طرف چلی جاتیں) رسول اللہ ﷺ اور بقیہ نمازی (یعنی صحابہ کرام) بیٹھے رہتے پھر جب رسول اللہ ﷺ جانے کے لئے کھڑے ہوتے تو لوگ بھی کھڑے ہو جاتے۔

(صحیح البخاری، کتاب الاذان، باب انتظار الناس۔۔۔الخ، جلد 1، صفحہ 211، حدیث: 866، دار ابن کثیر: بیروت)

صحیح بخاری میں روایت ہے کہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

"کان یسلم فینصرف النساءفیدخلن بیوتھن من قبل ان ینصرف رسول اللہﷺ"۔ نبی کریم ﷺ کے سلام پھیرنے کے بعد پلٹنے سے پہلے پہلے عورتیں گھروں میں داخل ہو جاتی تھیں۔

(صحیح بخاری: کتاب الاذان، باب مکث الامام فی مصلاہ بعد السلام، جلد1، صفحہ 207، حدیث850، دار ابن کثیر: بیروت)

اور سنن ابی داؤد میں انہی سے ہے:

"کان رسول اللہﷺ اذا سلم مکث قلیلا و کانوا یرون ان ذلک کیما ینفذالنساء قبل الرجال"۔ ترجمہ: رسول اللہ ﷺ جب سلام پھیر لیتے تو تھوڑی دیر ٹھہرتے اور صحابہ کرام علیہم الرضوان سمجھتے تھے کہ یہ (ٹھہرنا) اس لئے تھا کہ عورتیں مردوں سے پہلے چلی جائیں۔

(سنن أبي داؤد، کتاب الصلوۃ، باب انصراف النساء قبل الرجال، جلد2، صفحہ 273، حدیث1040، دار الرسالۃ العالمیہ: بیروت)

جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے زمانے میں عورتوں کی حالت میں تبدیلی ظاہر ہونے لگی اور آزادی اور بے احتیاطی عام ہونے لگی اور فتنہ کا اندیشہ ہوا تو امیر المؤمنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حکم جاری فرمایا کہ اب عورتیں مسجد میں نہ آیا کریں، چنانچہ

علامہ کاسانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"ولا یباح للشواب منھن الخروج الی الجماعات بدلیل ماروی عن عمر رضی اللہ عنہ انہ نھی الشواب عن الخروج ولان خروجھن الی الجماعۃ سبب الفتنۃ والفتنۃ حرام وما ادی الی الحرام فھو حرام"۔ ترجمہ: جوان عورتوں کے لئے جماعتوں میں حاضر ہونا مباح نہیں اس روایت کے پیش نظر جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے جوان عورتوں کو جماعت کی نماز کے لئے گھر سے باہر نکلنے سے منع فرمایا تھا اور اس لئے بھی کہ نماز باجماعت کے لئے عورتوں کا گھروں سے نکلنا فتنہ کا سبب ہے اور فتنہ حرام ہے اور جو چیز حرام تک پہنچ جائے وہ بھی حرام ہے"۔

(بدائع الصنائع: کتاب الصلوۃ، فصل فی بیان من یصلح للامامۃ فی الجملۃ، جلد1، صفحہ 388: دار احیاء التراث العربی: بیروت)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اس حکم کو تمام صحابہ کرام علیہم الرضوان نے پسند کیا، البتہ بعض عورتوں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے اس کی شکایت کی تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بھی فیصلہ فاروقی سے اتفاق فرمایا چنانچہ

صحیح بخاری و صحیح مسلم میں ام المؤمنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا ارشاد ہے:

"لو ادرک رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ماحدث النساء لمنعھن المسجد کما منعت نساء بنی اسرائیل "یعنی اگر نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ملاحظہ فرماتے جو باتیں عورتوں نے اب پیدا کی ہیں تو ضرور انہیں مسجد سے منع فرما دیتے جیسے بنی اسرائیل کی عورتیں منع کر دی گئیں۔

(صحیح البخاری: کتاب الاذان، باب انتظار الناس۔۔۔ الخ، جلد1، صفحہ 211، حدیث: 869، دار ابن کثیر: بیروت)

(صحیح مسلم، کتاب الصلوۃ، باب خروج النساء الی المساجد، جلد1، صفحہ206، حدیث445، مطبوعہ: بیروت)

اس حدیث مبارکہ کے تحت امام نووی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

"مااحدث النساء لمنعهن المسجدیعنی من الزینة والطیب وحسن الثیاب ونحوها" یعنی زیب وزینت، خوشبوئیں لگانا اور اچھے کپڑے پہننا وغیرہ۔

(حاشیہ صحیح مسلم، کتاب الصلوۃ، باب خروج النساء الی المساجد، جلد1، صفحہ371، بیت الافکارالدولیۃ: ریاض)

امام اکمل الدین بابرتی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"قدنهی عمر رضی اللہ تعالیٰ عنه النساءعن الخروج الی المساجدفشکون الی عائشة رضی اللہ تعالیٰ عنهافقالت لوعلم النبی صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم ماعلم عمر مااذن لکن فی الخروج" ترجمہ: حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عورتوں کو مسجد جانے سے روک دیا، وہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس شکایت لے کر گئیں، انہوں نے فرمایا: اگر نبی صلیٰ اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یہ دیکھتے جو حضرت عمر نے دیکھا تو وہ بھی تمہیں مسجد جانے کی اجازت نہ دیتے۔"

(عنایہ علی ھامش فتح القدیر، کتاب الصلوۃ، باب الامامۃ، جلد1، صفحہ259، مطبوعہ: مصر)

عمدۃ القاری میں ہے:

"وکان ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنهمایقوم یحصب النساءیوم الجمعة یخرجهن من المسجد" یعنی حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنھما جمعہ کے دن کھڑے ہو کر کنکریاں مار کر عورتوں کو مسجد سے نکالتے۔

(عمدۃ القاری شرح بخاری، باب خروج النساء الی المساجد، جلد6، صفحہ157، بیروت)

ان تمام روایات سے یہ بات واضح ہوگئی کہ آپ ﷺ کے زمانہ میں عورتوں کو مسجد میں آنے کی اجازت مشروط تھی لیکن آپ کے زمانے کے بعد صحابہ کرام علیہم الرضوان نے خود ہی عورتوں کو مساجد میں آنے سے منع کرنا شروع کر دیا۔

امام اہلسنت سیدی اعلیٰ حضرت الشاہ امام احمد رضاخان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

یہاں ایک نکتہ اور ہے جس سے عورتوں کی قسمیں بنانے، ان کے صلاح وفساد پر نظر کرنے کے کوئی معنی ہی نہیں رہتے، اور قطعاً حکم سب کو عام ہو جاتا ہے اگرچہ کیسی صالحہ پارسا ہو۔ فتنہ وہی نہیں کہ عورت کے دل سے پیدا ہو وہ بھی ہے اور سخت تر ہے جس کا فساق سے عورت پر اندیشہ ہو۔ یہاں عورت کی صلاح کیا کام دے گی، حضرت سیدنا زبیر بن العوام رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی زوجہ مقدسہ صالحہ، عابدہ، زاہدہ، تقیہ، نقیہ حضرت عاتکہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو اسی عملی طور سے متنبہ کر کے حاضری مسجد کریم مدینہ طیبہ سے باز رکھا۔ ان پاک بی بی کو مسجد کریم سے عشق تھا، پہلے امیر المومنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نکاح میں آئیں، قبل نکاح امیر المومنین سے شرط کرالی کہ مجھے

مسجد سے نہ روکیں، اس زمانہ خیر میں محض عورتوں کو ممانعت قطعی جزمی نہ تھی جس کے سبب بیبیوں سے حاضری مسجد ۔۔ بھی منقول۔۔۔اسی پر غنیہ میں فرمایا کہ یہ اس وقت تھا جب حاضری مسجد انھیں جائز تھی اب حرام اور قطعی ممنوع ہے"۔

(غنیۃ المستملی شرح منیہ المصلی: کتاب الصلوۃ، فصل فی الجنائز، صفحہ 595، سہیل اکیڈمی لاہور)

غرض اس وجہ سے امیر المومنین نے ان کی شرط قبول فرمالی۔ پھر بھی چاہتے یہی تھے کہ مسجد نہ جائیں، یہ کہتیں آپ منع فرمادیں میں نہ جاؤں گی، امیر المومنین بہ پابندی شرط منع نہ فرماتے، امیر المومنین کے بعد حضرت زبیر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے نکاح ہوا، منع نہ فرماتے وہ نہ مانتیں، ایک روز انھوں نے یہ تدبیر کی کہ عشاء کے وقت اندھیری رات میں ان کے جانے سے پہلے راہ میں کسی دروازے میں چھپ رہے۔ جب یہ آئیں اس دروازے سے آگے بڑھی تھیں کہ انھوں نے نکل کر پیچھے سے ان کے سر مبارک پر ہاتھ مارا اور چھپ رہے حضرت عاتکہ نے کہا: "ان اللہ فسد الناس"۔ہم اللہ تعالٰی کے لیے ہیں لوگوں میں فساد آگیا۔ یہ فرما کر مکان کو واپس آئیں اور پھر جنازہ ہی نکلا۔ تو حضرت زبیر رضی اللہ تعالٰی عنہ نے انھیں یہ تنبیہ فرمائی کہ عورت کیسی ہی صالحہ ہو اس کی طرف سے اندیشہ نہ سہی فاسق مردوں کی طرف سے اس پر خوف کا کیا علاج!

(الاصابۃ فی تمیز الصحابۃ ترجمہ 11452، عاتکہ بنت زید الخ، جلد 8، صفحہ 228، دار الکتب العلمیہ: بیروت)

انہی تمام روایات اور آثار کو مد نظر رکھتے ہوئے فقہاء احناف نے فرمایا کہ عورتوں کیلئے اب یہ اجازت نہیں کہ وہ باجماعت نماز کی غرض سے مساجد میں حاضر ہوں بلکہ ان کا گھر میں نماز پڑھنا حضور کے زمانے میں تو افضل اور بہتر تھا لیکن اب ضروری ہو گیا ہے۔

قرآن وحدیث کی روشنی میں حضرات فقہاء کرام رحمھم اللہ تعالٰی کے اقوال جن سے صاف صاف مسجد کی نماز باجماعت کی غرض سے خواہ وہ تراویح کی جماعت ہو خواتین کے لئے شرکت کے لئے حاضر ہونا ناجائز معلوم ہو رہا ہے۔ چنانچہ در مختار میں ہے:

"ویکرہ حضورھن الجماعۃ ولو لجمعۃ وعید ووعظ مطلقا ولو عجوز الیلا علی المذہب المفتی بہ لفساد الزمان"۔ترجمہ: زمانہ کی خرابیوں کی وجہ سے عورتوں کا جماعت میں شریک ہونا مکروہ ہے چاہے جمعہ وعیدین کی نماز ہو یا مجلس وعظ ہو، چاہے وہ عمر رسیدہ ہوں یا جوان ہوں رات ہو یا دن ہو مفتی بہ مذہب یہی ہے۔

(در مختار، کتاب الصلوۃ، باب الامامۃ، جلد 2، صفحہ 307، دار عالم الکتب: بیروت)

مرقاۃ شرح مشکوۃ میں ہے: **"والزرکشی فی احکام المساجد: انہ حیث کان فی خروجھن اختلاط بالرجال فی المسجد او طریقہ او قویت خشیۃ الفتنۃ علیھن لتنزینھن وتبرجھن حرم علیھن الخروج"**۔یعنی امام زرکشی نے احکام المساجد میں فرمایا کہ جہاں بھی عورتوں کے مسجد کی طرف آنے جانے یا راستے میں مردوں کیساتھ اختلاط ہو یا ان کے زیب وزینت اختیار کرنے اور فخریہ انداز میں اتراتے ہوئے چلنے کی وجہ سے فتنہ کا قوی اندیشہ ہو تو ان پر (گھر سے باہر) نکلنا حرام ہے۔ (یعنی مسجد جانے کی اجازت نہیں)

(مرقاۃ شرح مشکوۃ: کتاب الصلوۃ، باب الجماعۃ وفضلھا، الفصل الاول، جلد 3، صفحہ 134، دار الکتب العلمیہ: بیروت)

اور فتاوی عالمگیری میں ہے:

"**والفتوی الیوم علی الکراھۃ فی کل الصلوات لظھور الفساد کذا فی الکافی وھو المختار کذا فی التبیین**"۔ ترجمہ: "اس زمانے میں فساد کے ظہور کی وجہ سے تمام نمازوں میں عورتوں کا جماعت میں حاضر ہونا مکروہ ہے اور اسی پر فتوی ہے"۔

(الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلوۃ، الفصل الخامس فی بیان مقام الامام، جلد 1، صفحہ 98، دار الکتب العلمیہ: بیروت)

اسی قسم کا مضمون البحر الرائق میں بھی مذکور ہے، چنانچہ البحر الرائق میں ہے:

"**ولا یحضرن الجماعات لقولہ تعالی، وقرن فی بیوتکن، وقال صلاتھا فی قعر بیتھا افضل من صلاتھا فی صحن دارھا وصلاتھا فی صحن دارھا افضل من صلاتھا فی مسجدھا وبیوتھن خیر لھن ولانہ لایؤمن الفتنۃ من خروجھن اطلقہ فشمل الشابۃ والعجوز والصلاۃ النھاریۃ واللیلۃ قال المصنف فی الکافی والفتوی الیوم علی الکراھۃ فی الصلاۃ کلھا لظھور الفساد ۔۔۔۔الخ**"۔

ترجمہ: اور عورتیں نماز باجماعت کے لئے (مسجد میں) حاضر نہ ہوں اللہ کے قول: "**وقرن فی بیوتکن**" اور رسول اللہ ﷺ کے فرمان: "**صلاتھا فی قعر بیتھا، الی اخر الحدیث**" کی بناء پر اور چونکہ ان کے نکلنے میں فتنہ کا اندیشہ ہے اس لئے یہ حکم فساد زمانہ کی بناء پر جوان اور عمر رسیدہ سب عورتوں کو شامل ہے اسی طرح چاہے دن کی نماز ہو یا رات کی نماز ہو، آج کے زمانہ میں فتوی کراہیت پر ہے (یعنی عورتوں کا نماز باجماعت کی نیت سے مسجد میں حاضر ہونا مکروہ تحریمی ہے۔)

(البحر الرائق، کتاب الصلوۃ، باب الإمامۃ جلد 1، صفحہ 627، 628، دار الکتب العلمیہ: بیروت)

ہدایہ شریف میں ہے: "**ویکرہ حضور الجماعات۔۔۔لما فیہ من خوف الفتنہ**"۔ یعنی عورتوں کا جماعت کیلئے مسجد میں حاضر ہونا مکروہ ہے۔۔۔ کیونکہ اس میں فتنے کا اندیشہ ہے۔ (یہاں فتنہ دونوں کو شامل ہے، خواہ عورت کی وجہ سے مرد پر فتنے کا خوف ہو یا عورت پر خوف ہو۔) (الہدایۃ: کتاب الصلوۃ، باب الامامۃ، جلد 1، صفحہ 242، المکتبۃ البشری: کراچی)

اور آگے علت دوم کی تصریح فرمائی کہ: "**لہ ان فرط الشق حاصل فتقع الفتنۃ**"۔ یعنی امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کی دلیل یہ ہے کہ فاسقوں میں شہوت کی زیادتی انھیں بوڑھی عورت پر بھی برانگیختہ کرے گی اس طرح فتنہ واقع ہو گا۔

(الہدایۃ: کتاب الصلوۃ، باب الامامۃ، جلد 1، صفحہ 243، المکتبۃ البشری: کراچی)

محقق علی لاطلاق نے فتح القدیر میں فرمایا: "**بالنظر الی التعلیل المذکور منعت غیر المزنیۃ ایضا لغلبۃ الفساق دلیلا وان کان النص یبیحہ لان الفساق فی زماننا اکثر انتشارھم وتعرضھم باللیل وعمم المتاخرون المنع للعجائز والشواب فی الصلوات کلھا لغلبۃ الفساد فی سائر الاوقات**"۔ یعنی دلیل مذکور کے پیش نظر ایسی عورت کے لیے بھی ممانعت ہوئی جو خود بدکار نہیں، کیونکہ بدمعاشوں کا غلبہ ہے اور رات کو بھی ممانعت ہوئی اگرچہ امام اعظم کے نص سے اس کی اباحت ثابت ہے، وجہ یہ ہے کہ ہمارے زمانے میں فاسقوں

کا گھومنا پھرنا اور چھیڑ چھاڑ کرنا زیادہ تر رات ہی کو ہوتا ہے۔ اور متاخرین نے بوڑھی، جوان سب عورتوں کے لیے تمام نمازوں میں عام ممانعت کر دی اس لیے کہ سبھی اوقات میں فساد و خرابی کا غلبہ ہے۔

(فتح القدیر: کتاب الصلوۃ، باب الامامۃ، جلد1، صفحہ259، مطبوعہ: مصر)

اس مضمون کی عبارات جمع کی جائیں تو ایک کتاب ہو۔ عمدۃ القاری جلد سوم میں اپنی عبارت منقولہ سے سوا صفحہ پہلے دیکھیے :"**فیه (ای فی الحدیث) انه ینبغی (ای للزوج) ان یاذن لها و لا یمنعها مما فیه منفعتها و ذلک اذا لم یخف الفتنة علیها و لا بها و قد کان هو الاغلب فی ذلک الزمان بخلاف زماننا هذا فان الفساد فیه فاش و المفسدون کثیرون و حدیث عائشه رضی اللہ تعالٰی عنها الذی یاتی یدل علٰی هذا**"۔ اس حدیث میں یہ مضمون ہے کہ جس کام میں عورت کے لیے منفعت ہے اس کے لیے چاہئے کہ شوہر اسے نکلنے کی اجازت دے دے اور منع نہ کرے، اور یہ حکم اس صورت میں ہے جب عورت پر اور عورت کے سبب فتنے کا اندیشہ نہ ہو۔ اور اس زمانے میں اکثر حالات اطمینان و بے خوفی ہی کے تھے، مگر اب ہمارے زمانے میں تو فساد اور برائی عام ہے اور مفسد بہت ہیں، ہم نے حالتِ امن کی جو قید ذکر کی اسکی دلیل حضرت عائشہ رضی اللہ تعالٰی عنہا کی حدیث ہے۔

(عمدۃ القاری شرح البخاری باب خروج النساء الی المساجد، جلد6، صفحہ157، ادارۃ الطباعۃ المنیریۃ: بیروت)

امام اہلسنت علیہ الرحمۃ "جد الممتار" میں فرماتے ہیں:

"**اقول قد علم ان الفتوی علی المنع مطلقا و لو عجوز او لو لیلا**"۔ اقول (میں کہتا ہوں) معلوم ہے کہ فتوٰی اس پر ہے کہ جماعتوں کی حاضری عورتوں کے لیے مطلقاً ممنوع ہے اگرچہ بوڑھی عورت ہو اور اگرچہ رات کو نکلے۔

(جد الممتار علی رد المحتار، کتاب الصلوۃ، باب صلاۃ الجنائز، مطلب فی زیارۃ القبور، جلد3، صفحہ386، مکتبۃ المدینہ: کراچی)

جن شرائط کی پابندی کیساتھ اس پاکیزہ دور میں اجازت تھی ان پر موجودہ دور کی خواتین کا عمل ہونا بہت ہی دشوار ہے، اگر کوئی ایک آدھ خاتون نیک نیتی سے ان پر عمل کر بھی لے تو اس ایک کی وجہ سے سب کو کھلی چھوٹ دے دینا یقیناً فتنہ کو پھیلانے کے سوا کچھ نہیں۔ بالخصوص جبکہ بہت سی خواتین آج کل دینداری ظاہر کر کے بھی نفس کی پیروی کرنے میں پیچھے نہیں رہتیں۔ اب وہ شرائط بھی ملاحظہ فرمائیں چنانچہ امام نووی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

"**لاتمنع المسجد لکن بشروط ذکرها العلماء ماخوذة من احادیث، وهو ان لاتکون متطیبة ولامتزینة ولاذات خلاخل یسمع صوتها ولاثیاب فاخرة ولامختلطة بالرجال ولاشابة ونحوها ممن یفتتن بها، وان لایکون فی الطریق مایخاف به مفسدة ونحوها**"۔ یعنی جن شرائط کی پابندی کیساتھ عورتوں کو مساجد میں آنے کی اجازت اس پاکیزہ دور میں تھی علماء نے انہیں احادیث کی روشنی میں ذکر کیا ہے: عورت خوشبو لگا کر، زیب وزینت اختیار کر کے، پائیل (یعنی پازیب جو عورتیں پاؤں میں پہنتی ہیں جس کی جھنکار) کی آواز سنی جائے، خوبصورت لباس (اور چمکیلے بھڑکیلے اور فیشنی برقعے) پہن کر، مردوں کیساتھ اختلاط کرتے ہوئے اور اس کے علاوہ

ہر ایسا عمل جو انہیں یا ان کی وجہ سے مردوں کو فتنے میں مبتلاء کرے، اور نہ ہی راستے میں اتراتے ہوئے چلیں جس سے مردوں کی نظریں ان پر جمیں اور اس جیسے تمام امور کیساتھ (عورتوں کو مسجد میں آنے کی ہرگز اجازت نہیں)

(حاشیۃ صحیح مسلم للنووی، کتاب الصلوۃ، باب خروج النساء، صفحہ 369، بیت الافکار الدولیۃ: ریاض)

امام اہلسنت سیدی اعلیٰ حضرت الشاہ امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"جب ان خیر کے زمانوں اُن عظیم فیوض وبرکات کے وقتوں میں عورتیں منع کر دی گئیں، اور کاہے سے؟ حضورِ مساجد و شرکتِ جماعت سے، حالانکہ دین متین میں ان دونوں کی شدید تاکید ہے۔ تو کیا ان ازمنہ شرور میں ان قلیل یا موہوم فیوض کے حیلے سے عورتوں کو اجازت دی جائے گی؟۔۔۔ یہ کس قدر شریعت مطہرہ سے منافقت ہے۔۔۔ بالخصوص اب کہ قطعاً فساد غالب اور صلاح نادر ہے۔

(فتاوی رضویہ، جلد 9، صفحہ 548، رضا فاؤنڈیشن: لاہور)

الجواب صحیح

أبو أطهر محمد أظهر العطاري المدني عفى عنه الباري

والله تعالی اعلم و علمه جل مجده أتم و أحکم

کتبه: ابو حمزه محمد آصف مدنی غفرله

18 جمادی الاولیٰ 1442ھ 3 جنوری 2021ء